قوموں کا عُروج وزوال قرآن کے آئینے میں

(از طبیب شاہین لودھی صاحب)

(۲)

قوم ثمود | قرآن کریم کی تصریحات اور تاریخی شواہد کے مطابق عاد کے بعد ثمود اپنے زمانے کی متمدن قوم گنی جاتی تھی۔

وَاذْكُرُوٓا اِذْ جَعَلَكُمْ خُلَفَآءَ مِنْۢ بَعْدِ عَادٍ وَّبَوَّاَكُمْ فِى الْاَرْضِ تَتَّخِذُوْنَ مِنْ سُهُوْلِهَا قُصُوْرًا وَّتَنْحِتُوْنَ الْجِبَالَ بُيُوْتًا ۔

(الاعراف - ۷۴)

(حضرت صالح نے ثمود سے کہا) یاد کرو کہ اللہ تعالیٰ نے قوم عاد کے بعد تمہیں اس کا جانشین بنایا۔ اور تم کو زمین میں منزلت بخشی کہ آج تم اُس کے ہموار میدانوں میں عالی شان محل بناتے ہو اور اُس کے پہاڑوں کو مکانات کی شکل میں تراشتے ہو۔

مولانا سید مودودی مدظلہ العالی لکھتے ہیں "یہ عرب کی قدیم اقوام میں سے دوسری قوم ہے جو عاد کے بعد سب سے زیادہ مشہور و معروف ہے۔ نزولِ قرآن سے پہلے اس کے قصے اہلِ عرب میں زبان زدِ عام تھے زمانۂ جاہلیت کے اشعار اور خطبوں میں بکثرت ان کا ذکر ملتا ہے۔ اسیریا کے کتبات اور یونان، اسکندریہ اور روم کے قدیم مؤرخین اور جغرافیہ نویس بھی اس کا ذکر کرتے ہیں۔ مسیح علیہ السلام سے کچھ عرصہ پہلے تک اس قوم کے کچھ بقایا موجود تھے چنانچہ رومی مورخین کا بیان ہے کہ یہ لوگ رومن افواج میں بھرتی ہوئے اور نبطیوں کے خلاف لڑے جن سے اُن کی دشمنی تھی"۔ (تفہیم القرآن جلد ۲ صفحہ ۴۷)۔

اس دنیا کی زندگی کے متعلق اپنی پیش رو قوم کی طرح اُن کے بھی وہی مادّی نظریات تھے۔ اُن کی محدود نظر صرف معیارِ زندگی تک ہی پہنچ سکتی تھی۔ پہاڑوں کو تراش تراش کر گھر بنانا ہموار اور شاداب زمینوں میں کھیتی اگانا، عالی شان قصر تعمیر کرنا اور دنیا کی آسائشوں سے بھرپور فائدہ اٹھانا اُن کا مطمحِ نظر تھا۔ دوسری طرف ان کا معاشرہ کفر و شرک پر مبنی نظریات کی وجہ سے ظلم و تعدی اور جبر و تشدد سے بریز تھا۔ انہوں نے

کمزوروں پر ظلم کی انتہا کر دی تھی۔ پست طبقات اُن کے ظلم و استحصال کے ناقابل برداشت بوجھ تلے کراہ رہے تھے۔ غریب اور نادار لوگوں کو سر چھپانے کے لیے کوئی اوٹ تک میسر نہ تھی مگر یہ لوگ محض اظہار فخر و مباہات کے لیے اور معیارِ زندگی کی بلندی کی خاطر پہاڑ تراشتے چلے جا رہے تھے اور عالیشان عمارتوں کی تعمیر کرتے جا رہے تھے،

وَتَنْحِتُونَ مِنَ الْجِبَالِ بُيُوتًا فٰرِهِينَ۔ (الشعراء-۱۴۹)
تم پہاڑ کھود کھود کر فخریہ ان میں عمارتیں بناتے ہو۔

ایسے حالات میں حضرت صالح علیہ الصّلوٰۃ و السلام اس ظالم قوم کی اصلاح کے لیے مبعوث کیے گئے انہوں نے اعلان کیا، کہ

اِنِّي لَكُمْ رَسُولٌ اَمِينٌ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَطِيعُونِ۔ (الشعراء-۱۴۳-۱۴۴)
میں تمہارے لیے ایک امانت دار رسول ہوں لہٰذا تم اللہ سے ڈرو اور میری اطاعت کرو۔

اُن کے معاشرے پر بدکردار لوگ چھائے ہوئے تھے۔ سیاست اور اقتدار کی باگ ڈور خدا کے باغی لوگوں کے ہاتھوں میں تھی جن کا کام مختلف بہانوں سے زمین میں فساد برپا کرنا اور اللہ کی مخلوق پر ہر قسم کے ظلم و ستم ڈھانا تھا۔ حضرت صالح علیہ السلام جہاں اُن کے اعتقادات کی اصلاح کی جدوجہد کرتے رہے وہاں اُن کے معاشرتی اور سیاسی بگاڑ کے سدھارنے کی طرف بھی توجہ دی کہ درحقیقت قوموں میں سیاسی بگاڑ کے بعد ہی دوسری قسم کے بگاڑ ظاہر ہوتے ہیں۔ حضرت صالح علیہ السلام نے انہیں دعوتِ حق پیش کرتے ہوئے فرمایا

فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَطِيعُونِ وَلَا تُطِيعُوا اَمْرَ الْمُسْرِفِينَ الَّذِينَ يُفْسِدُونَ فِي الْاَرْضِ وَلَا يُصْلِحُونَ۔ (الشعراء-۱۵۰-۱۵۲)
اللہ سے ڈرو اور میری اطاعت کرو۔ اُن بے لگام لوگوں کی اطاعت نہ کرو جو زمین میں فساد برپا کرتے ہیں اور کوئی اصلاح نہیں کرتے۔

لیکن قوم ثمود نے حضرت صالح علیہ السلام کو جھٹلایا اور اُن کی تمام اصلاحی کوششوں کو ناکام کرنے کی کوشش کی۔ آخر اللہ تعالیٰ کے عذاب نے انہیں آ دبوچا۔ وادیٔ حجر کے تین سو میل لمبے اور تقریباً سو میل چوڑے علاقے کو ایک ہولناک زلزلے نے ہلا کے رکھ دیا۔ ظالم اور سرکش لوگ جو چند لمحے قبل زمین پر اکڑتے پھر رہے تھے اوندھے منہ پڑے رہ گئے۔

فَاَخَذَتۡهُمُ الرَّجۡفَةُ فَاَصۡبَحُوۡا فِیۡ دَارِهِمۡ جٰثِمِیۡنَ ۔ (الاعراف۔۷۸)	آخر کار ایک دہلا دینے والی آفت نے انہیں آلیا اور وہ اپنے گھروں میں اوندھے منہ پڑے کے پڑے رہ گئے ۔
فَاَخَذَتۡهُمُ الصَّیۡحَةُ مُصۡبِحِیۡنَ فَمَاۤ اَغۡنٰی عَنۡهُمۡ مَّا كَانُوۡا یَكۡسِبُوۡنَ ۔ (الحجر۔۸۳۔۸۴)	آخر کار ایک زبردست دھماکے نے اُن کو صبح ہوتے ہی آلیا اور اُن کی کمائی اُن کے کسی کام نہ آئی ۔
اِنَّاۤ اَرۡسَلۡنَا عَلَیۡهِمۡ صَیۡحَةً وَّاحِدَةً فَكَانُوۡا كَهَشِیۡمِ الۡمُحۡتَظِرِ ۔ (القمر۔۳۱)	ہم نے اُن پر ایک تند آواز کو مسلط کر دیا تو وہ ایسے ہو گئے جیسے کانٹوں والی باڑھ کا چورا ہو ۔

اس قوم پر ایسی تباہی نازل ہوئی کہ آج تک حجر کا علاقہ غیر آباد اور ویران پڑا ہوا ہے ۔ وادیٔ حجر دیکھنے والوں کا بیان ہے کہ اب بھی اس علاقے میں نحوست ٹپکتی ہے ۔

كَاَنۡ لَّمۡ یَغۡنَوۡا فِیۡهَا ؕ اَلَاۤ اِنَّ ثَمُوۡدَا۟ كَفَرُوۡا رَبَّهُمۡ ؕ اَلَا بُعۡدًا لِّثَمُوۡدَ ۔ (ہود۔۶۸)	گویا وہ وہاں کبھی بسے ہی نہ تھے ۔ سنو ! ثمود نے اپنے رب سے کفر کیا ۔ سنو ! دور پھینک دیے گئے ثمود ۔

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ غزوۂ تبوک کی طرف جاتے ہوئے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حجر کے علاقے میں سے گزرنے لگے تو صحابہ کرام سے فرمایا :

لَا یَدۡخُلَنَّ اَحَدٌ مِّنۡكُمُ الۡقَرۡیَةَ وَلَا تَشۡرَبُوۡا مِنۡ مَّآئِهَا ۔ وَلَا تَدۡخُلُوۡا عَلٰی هٰۤؤُلَآءِ الۡمُعَذَّبِیۡنَ اِلَّاۤ اَنۡ تَكُوۡنُوۡا بَاكِیۡنَ اَنۡ یُّصِیۡبَكُمۡ مِثۡلُ الَّذِیۡ اَصَابَهُمۡ ۔ (روح المعانی جزء ۸ صفحہ ۱۶۸)	تم میں سے کوئی شخص اس علاقے میں داخل نہ ہو ۔ نہ تم لوگ ان کے کنوؤں سے پانی پیو ۔ ان عذاب کیے گئے لوگوں کی وادی میں اس طرح داخل ہو کہ گریہ اور استغفار تمہاری زبان پر ہو تاکہ وہ عذاب جو ان پر نازل ہو چکا ہے کہیں تم پر بھی نازل نہ ہو جائے

قوم لوطؑ حضرت لوط علیہ الصلوٰۃ والسلام جس قوم کی طرف مبعوث ہوئے وہ آج کل کے اُردنی علاقے میں

بستی تھی۔ قرآن کریم نے اس قوم کی بستیوں کو مؤتفکات بھی کہا ہے، یعنی اُلٹ دی جانے والی بستیاں۔ یہ چار بڑی بڑی بستیاں تھیں جن کا نام ابن عساکر نے حضرت عبداللہ بن عباسؓ کے حوالے سے سُدوم، آموراء، عاموراء اور صبویر نقل کیا ہے۔ تلمود میں آتا ہے کہ سُدوم سمیت پانچ بستیاں تھیں۔ ان بستیوں کے لوگ خوشحال تھے اور اس خوشحالی کی وجہ سے وہ لوگ اللہ تبارک و تعالیٰ سے بغاوت اور سرکشی میں مبتلا ہو گئے۔ اباحیت پسندی میں یہاں تک ڈوب گئے کہ ہم جنسیت (HOMO SEXUALITY) جیسا غیر فطری اور انتہائی قبیح فعل اُن کی پوری سوسائٹی میں رواج پا گیا۔ قوم لوط کا تذکرہ قرآن کریم نے ان الفاظ میں کیا ہے۔

أَتَأْتُونَ الْفَاحِشَةَ مَا سَبَقَكُمْ بِهَا مِنْ أَحَدٍ مِّنَ الْعَالَمِينَ - إِنَّكُمْ لَتَأْتُونَ الرِّجَالَ شَهْوَةً مِّن دُونِ النِّسَاءِ - (الاعراف - ۸۰-۸۱)	تم ایسے بے حیا ہو گئے ہو کہ وہ فحش کام کرتے ہو جو تم سے پہلے دنیا میں کسی نے نہیں کیا۔ تم عورتوں کو چھوڑ کر مردوں سے اپنی خواہش پوری کرتے ہو۔
أَتَأْتُونَ الذُّكْرَانَ مِنَ الْعَالَمِينَ وَتَذَرُونَ مَا خَلَقَ لَكُمْ رَبُّكُم مِّنْ أَزْوَاجِكُم - (الشعراء - ۱۶۵-۱۶۶)	کیا تم دنیا کی مخلوق میں سے مردوں کے پاس جاتے ہو اور تمہاری بیویوں میں تمہارے رب نے تمہارے لیے جو کچھ پیدا کیا ہے اس کو چھوڑ دیتے ہو؟

اس بگاڑ کی کیفیت یہاں تک پہنچ گئی تھی کہ ایک دوسرے کے سامنے اور بھری مجلسوں میں یہ لوگ غیر فطری طریقہ پر شہوت رانی کرتے تھے۔ اس کام کے لیے انہوں نے اس وادی میں ایک بہت بڑا باغ لگایا ہوا تھا جو میلوں تک پھیلا ہوا تھا، جس میں ہر قسم کے پھل پھول اور نشہ وغیرہ کے سامان مہیا تھے۔ اور یہاں یہ لوگ سال میں چار مرتبہ کھلے بندوں اس غیر فطری فعل کا ارتکاب کرتے تھے اور اپنی مشرکانہ رسوم ادا کرتے تھے (اقتباسات تلمود صفحہ ۴۶ تا ۵۱، طبع لندن ۱۸۶۵ء)۔

قرآن کریم نے اُن کی اس کھلے بندوں بدکاری کو ان الفاظ میں بیان کیا ہے:۔

أَتَأْتُونَ الْفَاحِشَةَ وَأَنتُمْ تُبْصِرُونَ - (النمل - ۵۴)	کیا تم آنکھوں دیکھتے بدکاری کرتے ہو؟

اَئِنَّکُمْ لَتَاْتُوْنَ الرِّجَالَ وَتَقْطَعُوْنَ السَّبِيْلَ	کیا تمہارا یہ حال ہے کہ مردوں کے پاس
وَتَاْتُوْنَ فِيْ نَادِيْكُمُ الْمُنْكَرَ -	جاتے ہو اور رہزنی کرتے ہو اور اپنی مجلسوں
(العنکبوت - ۲۹)	میں بُرے کام کرتے ہو۔

اس کے علاوہ قرآن کریم بائیبل اور تلمود کے ذریعے اس قوم کے حالات جو ہم تک پہنچے ہیں اُن سے پتہ چلتا ہے کہ اخلاقی لحاظ سے یہ قوم گل سڑ چکی تھی، زیر دستوں پر ظلم کی انتہا ہو گئی تھی، کوئی مسافر اگر ان کی بستی میں آنکلتا تو اسے اس کے سارے سامان سے محروم کر کے اُسے مار مار کر بستی سے نکال دیتے۔ مسافر اُن کی بستیوں سے کھانا نہ خرید سکتا تھا۔ آخر کار جب وہ بھوک سے نڈھال ہو کر گر پڑتا تو یہ لوگ میزبانی کا حق یوں ادا کرتے کہ اُس کے ساز و سامان پر ٹوٹ پڑتے اور اس کے جسم سے چیتھڑے تک نوچ لیتے اور اگر وہ بھوک سے مرجاتا تو اسے برہنہ جنگل میں دفن کر دیتے۔ کوئی نوجوان لڑکا اُن کی آبادیوں میں آنکلتا تو شہوت میں یہ اندھے لوگ اُس پر چیل کوؤں کی طرح ٹوٹ پڑتے، کہیں بھی فریاد رسی کی جگہ نہ تھی۔ اُن کی عدالتیں اگر تھیں تو اُن کی بدکرداریوں کے تحفظ کے لیے۔ انصاف ان کے قریب بھی نہ پھٹکا تھا۔

اُن کی پوری سوسائٹی میں حضرت لوط علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سوا کوئی نہ تھا جو اُن کی بدکرداریوں پر ٹوکتا۔ حضرت لوطؑ اپنا فرض ادا کرتے رہے اور اس بدبخت قوم کو اُن کی بداعمالیوں کے انجام سے ڈراتے رہے۔ اس نصیحت اور خیر خواہی کا جواب وہ لوگ اس طرح دیتے۔

اَخْرِجُوْهُمْ مِّنْ قَرْيَتِكُمْ اِنَّهُمْ	نکالو ان لوگوں کو اپنی بستی سے، بڑے
اُنَاسٌ يَّتَطَهَّرُوْنَ (الاعراف - ۸۲)	پاکباز بنتے ہیں یہ۔

اُن کی جرأت اور بدکرداری اس انتہا تک پہنچ گئی کہ ایک دن یہ لوگ سیدنا لوط علیہ السلام کی غایت درجہ عاجزانہ اپیلوں کے باوجود اُن کے پاس نوعمر مہمانوں کی صورت میں آنے والے فرشتوں پر ٹوٹ پڑے تب اللہ نے اُن کو دی ہوئی مہلت ختم کر دی اور ایک کڑاکے دار آتش فشانی انفجار اور ایک شدید زلزلے نے اُن کی بستیوں کو تلپٹ کر کے رکھ دیا۔ اُن کی بستیاں زمین میں دھنس گئیں اور سمندر کا پانی اُن میں بھر گیا۔ اور یوں یہ قوم آئندہ آنے والوں کے لیے نشانِ عبرت بن گئی۔

فَلَمَّا جَآءَ اَمْرُنَا جَعَلْنَا عَالِيَهَا سَافِلَهَا	پھر جب ہمارے فیصلے کا وقت آ پہنچا تو
وَاَمْطَرْنَا عَلَيْهَا حِجَارَةً مِّنْ سِجِّيْلٍ	ہم نے اس بستی کو تلپٹ کر دیا اور اس پر پکی ہوئی

مَّنضُودٍ مُّسَوَّمَةً عِندَ رَبِّكَ ۔
(ہود۔ ۸۲-۸۳)

مٹی کے پتھر تابڑ توڑ برسائے جن میں سے ہر پتھر تیرے رب کے ہاں نشان زدہ تھا۔

فَأَخَذَتْهُمُ الصَّيْحَةُ مُشْرِقِينَ فَجَعَلْنَا عَالِيَهَا سَافِلَهَا وَأَمْطَرْنَا عَلَيْهِمْ حِجَارَةً مِّن سِجِّيلٍ ۔
(الحجر ۷۳، ۷۴)

آخر کار پو پھٹتے ہی اُن کو ایک زبردست دھماکے نے آلیا اور ہم نے اس بستی کو تلپٹ کر کے رکھ دیا اور اُن پر پکی ہوئی مٹی کے پتھروں کی بارش برسائی۔

إِنَّا مُنزِلُونَ عَلَىٰ أَهْلِ هَٰذِهِ الْقَرْيَةِ رِجْزًا مِّنَ السَّمَاءِ بِمَا كَانُوا يَفْسُقُونَ ۔
(العنکبوت۔ ۳۴)

(فرشتوں نے حضرت لوط سے کہا) ہم اس بستی پر آسمان سے عذاب نازل کرنے والے ہیں اُس فسق کی بدولت جو یہ کرتے رہے ہیں۔

اصحاب مدین و اصحاب ایکہ

اصحاب مدین اور اصحاب ایکہ ایک ہی قوم کے دو قبیلے تھے۔ یہ دونوں قبیلے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اولاد میں سے تھے۔ اصحاب مدین کی آبادیاں بحرۂ قلزم کے ساتھ حجاز کے شمالی علاقے، جنوبی فلسطین اور جزیرہ نمائے سینا میں خلیج عقبہ کے ساتھ ساتھ پھیلی ہوئی تھیں۔ موجودہ تبوک اور اس کے گرد و نواح میں ایکہ کی بستی تھی۔ تجارتی شاہراہوں پر آباد ہونے کی وجہ سے اصحاب مدین کو بہت سے فوائد حاصل تھے۔ یہ لوگ تجارتی قافلوں سے زبردستی خراج وصول کیا کرتے تھے۔ راہزنی کرتے تھے۔ راستے ان لوگوں کی دست درازیوں کی وجہ سے محفوظ نہ تھے۔ حضرت شعیب نے ان سے کہا:

وَلَا تَقْعُدُوا بِكُلِّ صِرَاطٍ تُوعِدُونَ (الاعراف۔ ۸۶) ہر راستے پر لوگوں کو ڈرانے نہ بیٹھو۔

ان کے علاقے سے صرف وہی تجارتی قافلے گزر سکتے تھے جو ان کو خراج ادا کرتے تھے۔ خود بھی یہ قوم تجارت پیشہ تھی۔ خوشحالی نے اُن میں غرور و تکبر پیدا کر دیا تھا۔ شرک اور اس کے علاوہ بہت سی اخلاقی اور معاشرتی برائیوں میں ملوث ہو گئے تھے۔ ناپ تول میں کمی ان کا روزمرہ کا دھندا تھا۔ حضرت شعیب علیہ الصلوٰۃ والسلام اس قوم کی دونوں شاخوں کی طرف مبعوث کیے گئے۔ آپ نے اُن لوگوں کو شرک جیسی عظیم گمراہی پر ٹوکا۔

قَالَ يَا قَوْمِ اعْبُدُوا اللَّهَ مَا لَكُم مِّنْ إِلَٰهٍ غَيْرُهُ ۔
(ہود۔ ۸۴)

اُس نے کہا اے میری قوم کے لوگو اللہ کی بندگی اختیار کرو اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں۔

اور اُن کی معاشرتی برائیوں کی اصلاح کرنے کی کوشش کی۔

وَلَا تَنْقُصُوا الْمِكْيَالَ وَالْمِيزَانَ إِنِّي أَرَاكُمْ بِخَيْرٍ وَإِنِّي أَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ مُحِيطٍ ۔ (ہود - ۸۴)

اور ناپ تول میں کمی نہ کیا کرو۔ آج میں تم کو اچھے حال میں دیکھ رہا ہوں مگر مجھے ڈر ہے کہ کل تم پر ایسا دن آئے گا جس کا عذاب سب کو گھیر لے گا۔

أَوْفُوا الْكَيْلَ وَلَا تَكُونُوا مِنَ الْمُخْسِرِينَ وَزِنُوا بِالْقِسْطَاسِ الْمُسْتَقِيمِ وَلَا تَبْخَسُوا النَّاسَ أَشْيَاءَهُمْ وَلَا تَعْثَوْا فِي الْأَرْضِ مُفْسِدِينَ (الشعراء - ۱۸۱-۱۸۳)

پیمانے ٹھیک بھرو اور کسی کو گھاٹا نہ دو۔ صحیح ترازو سے تولو اور لوگوں کو اُن کی چیزیں کم نہ دو اور زمین میں فساد نہ پھیلاتے پھرو۔

آپ نے ہر طریقہ سے اپنی قوم کی اصلاح کرنے کی کوشش کی مگر ان لوگوں نے حضرت شعیب علیہ السلام کی ایک بات بھی مان کر نہ دی۔ بلکہ قوم کے سرمایہ دار لوگ جو قوم پر سیاسی تفوق رکھتے تھے اُنہوں نے نہ صرف حضرت شعیب علیہ السلام کو جھٹلایا بلکہ اُن کے ساتھ استہزاء اور تمسخر کا رویہ قائم رکھا کیونکہ ان لوگوں کو حضرت شعیبؑ کی دعوت سے اپنی سرداریاں چھن جانے کا خدشہ تھا۔

وَقَالَ الْمَلَأُ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ قَوْمِهِ لَئِنِ اتَّبَعْتُمْ شُعَيْبًا إِنَّكُمْ إِذًا لَخَاسِرُونَ ۔ (الاعراف - ۹۰)

اُس کی قوم کے سرداروں نے جو اس کی بات ماننے سے انکار کر چکے تھے آپس میں کہا کہ اگر تم نے شعیب کی پیروی قبول کی تو تم برباد ہو جاؤ گے۔

آخر کار جب ان کی ہٹ دھرمی انتہا کو پہنچ گئی اور اصلاح کی کوئی امید باقی نہ رہی تو اللہ کے عذاب نے اُن کو آلیا۔ اصحاب ایکہ تو چھتری کی طرح چھا جانے والے عذاب سے تباہ کر دیے گئے۔

فَكَذَّبُوهُ فَأَخَذَهُمْ عَذَابُ يَوْمِ الظُّلَّةِ إِنَّهُ كَانَ عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيمٍ ۔ (الشعراء - ۱۸۹)

انہوں نے اسے جھٹلایا آخر کار چھتری کے دن کا عذاب اُن پر آ گیا وہ بڑے ہی خوفناک دن کا عذاب تھا۔

اور مدین والوں کو دل دہلا دینے والی آواز کے ساتھ زلزلے نے پیوند زمین کر دیا۔

وَلَمَّا جَآءَ اَمْرُنَا نَجَّيْنَا شُعَيْبًا وَّالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ بِرَحْمَةٍ مِّنَّا وَاَخَذَتِ الَّذِيْنَ ظَلَمُوا الصَّيْحَةُ فَاَصْبَحُوْا فِيْ دِيَارِهِمْ جٰثِمِيْنَ كَاَنْ لَّمْ يَغْنَوْا فِيْهَا ۔ اَلَا بُعْدًا لِّمَدْيَنَ كَمَا بَعِدَتْ ثَمُوْدُ ۔

(ہود - ۹۴-۹۵)

آخر کار جب ہمارے فیصلے کا دن آ گیا تو ہم نے اپنی رحمت سے شعیب اور اس کے ساتھی مومنوں کو بچا لیا اور جن لوگوں نے ظلم کیا تھا اُن کو ایک سخت دھماکے نے ایسا پکڑا کہ وہ اپنی بستیوں میں بے حس و حرکت پڑے کے پڑے رہ گئے گویا وہ کبھی وہاں بسے ہی نہ تھے سنو مدین والے بھی دور پھینک دیے گئے جیسے ثمود پھینکے گئے۔

فَاَخَذَتْهُمُ الرَّجْفَةُ فَاَصْبَحُوْا فِيْ دَارِهِمْ جٰثِمِيْنَ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا شُعَيْبًا كَاَنْ لَّمْ يَغْنَوْا فِيْهَا ، اَلَّذِيْنَ كَذَّبُوْا شُعَيْبًا كَانُوْا هُمُ الْخٰسِرِيْنَ ۔

(الاعراف - ۹۱-۹۲)

مگر ہوا یہ کہ ایک دہلا دینے والی آفت نے اُن کو آ لیا اور وہ اپنے گھروں میں اوندھے منہ پڑے کے پڑے رہ گئے جن لوگوں نے شعیبؑ کو جھٹلایا وہ ایسے مٹے کہ گویا کبھی ان گھروں میں بسے ہی نہ تھے شعیبؑ کے جھٹلانے والے آخر کار برباد ہو کر رہے۔

(باقی)